ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ر شش ماہی للعہ سہ ماہی عہ

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ | نمبر ۱۰۷

مورخہ ۴ر مئی سنہ ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ مطابق ۲۱ر شوال سنہ ۱۳۴۴ھ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور میں

۲۸ر اپریل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بٹالہ سے شام کی گاڑی پر بعزم لاہور روانہ ہوئے۔ سٹیشن پر بہت سے احباب ساکنان بٹالہ موجود تھے۔ جنھوں نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ امرتسر سٹیشن پر بھی جماعت احمدیہ امرتسر کے احباب بہت بڑی تعداد میں حاضر تھے۔ جنھوں نے حضور سے مصافحہ کیا۔ مغل پورہ کے اسٹیشن پر چھاؤنی لاہور کے احمدی دوستوں نے ملاقات کی۔ اور سٹیشن لاہور پر احمدی احباب کے جم غفیر نے حضور کا شاندار استقبال کیا۔ پھولوں کے ہار پہنائے۔ سب اصحاب پلیٹ فارم پر ایک لائن میں کھڑے تھے۔ حضور نے چلتے چلتے سب سے مصافحہ کیا۔ اور سٹیشن سے روانہ ہو کر کوٹھی نسبت روڈ پر فروکش ہوئے۔ جہاں جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لا پہلے رہائش رکھتے تھے۔ اور اب راجہ محمود امجد خان صاحب جنجوعہ صاحب بیرسٹرایٹ لا رہتے ہیں۔ حضور کو راستہ میں ہی سردرد اور بخار کی تکلیف ہو گئی تھی۔ جو رات بھر رہی۔ اور آج دن بھر بھی ہے۔ لیکن باوجود اس کے حضور ۱½ بجے تک مجلس عام میں رونق افروز رہے۔ اور احباب لاہور و دیگر مقامات متصلہ ملاقات کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ ضلع گوجرات کے ایک نوجوان نے جو کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ بیعت کی اور بیعت کے بعد عرض کیا۔ میں نے کئی سال کی تحقیق کے بعد سلسلہ احمدیہ کو سچا سمجھکر اس میں داخل ہونا ضروری سمجھا ہے۔ لیکن مجھ میں ابھی بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ حضور دعا فرمائیں۔ کہ خدا ان کو دور فرمائے۔ اور دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے ؂

اس پر حضور نے فرمایا۔ بعض خامیاں ایسی ہوتی ہیں جو بیعت کے بعد دور ہوتی ہیں۔ جب لگاؤ اور تعلق پیدا ہوتا ہے۔ تو روحانی تعلق کی وجہ سے ایک رو پیدا ہوتی ہے۔ جو اثر کرتی ہے۔ مجھے اس کے متعلق یہ مثال خوب موزون معلوم ہوتی ہے۔ کہ جس طرح دوکاندار پہلے چیز کا تھوڑا سا نمونہ خریدار کو مفت دیتا ہے۔ تاکہ اسے اس چیز کے خریدنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اس کے بعد خریدار کی اپنی کوشش ہوتی ہے۔ کہ اپنا مال صرف کر کے اسے حاصل کرے۔ اسی طرح جب کوئی شخص سلسلہ احمدیہ میں بیعت کر کے داخل ہوتا ہے۔ تو اس کے نتیجہ میں یکدم خدا تعالیٰ کچھ اصلاح اس میں پیدا کر دیتا ہے۔ تاکہ اسے بتائے ہم یہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر انسان خدا تعالیٰ کے اس فضل سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو کوشش کر کے اٹھا سکتا ہے۔ اور اگر ایسے موقعہ پر کوشش نہ کرے اور سستی سے کام لے۔ تو پھر اس کے لئے لمبے مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱½ بجے کے قریب کھانا کھانے کے بعد حضور نے ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی قصر کر کے پڑھائیں۔ اور پھر ڈاکٹر کو گلہ دکھانے کے لئے تشریف لے گئے۔

نامہ نگار الفضل از لاہور

(۲۹ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ء)

(۲)

۲۹ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ء - ساڑھے تین بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ گلے کا ملاحظہ کرانے کے لئے میجر آئی - ایم - ڈک صاحب پروفیسر میڈیکل کالج ماہر خصوصی امراض چشم ناک و گلہ کی کوٹھی پر تشریف لے گئے میجر صاحب نے نہایت توجہ اور غور سے ایک گھنٹہ کے قریب حضور کے گلہ ناک اور آنکھوں کا معائنہ کیا اور یہ رائے ظاہر کی - کہ کسی عضو میں کوئی تشویشناک نقص نہیں ہے - البتہ زیادہ بولنے کی وجہ سے جس سے آپ رک نہیں سکتے - پرانی قسم کی سوزش ہے - اس لئے اگر آپ کم از کم دو ہفتے تک دھیمی آواز میں آہستگی سے باتیں کریں - تو آرام ہو سکتا ہے - مجھے امید نہیں - بوجہ اپنے کام کے آپ ایسا کر سکیں گے - معائنہ کے بعد جب میجر صاحب کو فیس پیش کی گئی - تو انھوں نے لینے سے انکار کر دیا - اور باوجود دینے پر اصرار کے انہوں نے نہ لی - اور فرمایا - میں اپنے پادریوں سے فیس نہیں لیا کرتا - آپ بھی چونکہ ایک مذہبی لیڈر ہیں - اس لئے آپ سے بھی فیس نہیں لوں گا - میجر صاحب نے بعض دوائیں بھی استعمال کرنے کے لئے بتائیں ؏

مغرب کے قریب حضور نے تشریف لا کر مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں - اور پھر کچھ دیر تک مجمع میں رونق افروز ہو کر گفتگو فرماتے رہے - پھر مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل قصوری سے ملاقات فرمائی - اور رات کے گیارہ بجے تک مسلمانوں کی موجودہ حالت اور سیاسی معاملات کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔

دور دور سے احباب حضور کی لاہور میں تشریف آوری کی اطلاع پا کر آ رہے ہیں - (نامہ نگار الفضل از لاہور)

(۳)

۳۰ر اپریل - نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں جو حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی - خطبہ جمعہ میں جو ایک گھنٹہ کے قریب ارشاد فرمایا - جماعت کو اپنی اصلاح اور تبلیغ احمدیت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی - اور جماعت لاہور کو خاص طور پر مخاطب فرمایا - مردوں اور عورتوں کی بہت بڑی تعداد مسجد میں موجود تھی - مستورات کے لئے مسجد کے ایک پہلو اور اوپر کے حصہ میں نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہے - نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کو اس قدر ضعف ہو گیا کہ حضور نے بیٹھ کر سنتیں پڑھیں - پھر جب اٹھ کر چلنے لگے تو چلتے چلتے قریباً آدھ گھنٹہ تک احباب مصافحہ کرتے رہے۔ (نامہ نگار الفضل از لاہور)

اخبار احمدیہ

نظارت اعلیٰ کا اعلان

میں نے اخبار الفضل میں اعلان کیا تھا کہ جن جماعتوں میں امیر مقرر ہو چکے ہیں - ان کا تقرر تین سال کے بعد از سر نو ہوا کریگا - اس لئے اب جماعتیں نئے سرے سے انتخاب کر کے منظوری لیں - اس کے جواب میں بہت کم جماعتوں نے حصہ لیا ہے - اس لئے دوبارہ بذریعہ اعلان جماعتوں کو اطلاع دیتا ہوں - کہ بہت جلد امیر تجویز کر کے منظوری حاصل کریں - یہ یاد رکھنا چاہیئے - کہ امیر ایک سے زیادہ آدمیوں کو تجویز کیا جائے - جو کام کرنے کے اہل ہوں اور کام شوق سے کریں - صرف رسمی طور پر تجویز نہ کیا جائے - اور جماعت اس کی اطلاع قبول کرے - اور اسکے ساتھ ملکر اچھی طرح کام کر سکے - اور امیر جماعت ایسا ہو - جو جماعت سے کام لے سکے - پس بہت جلد امیر تجویز کر کے منظوری کی درخواست کریں -

ذوالفقار علی خان قائمقام ناظر اعلیٰ

نظارت امور خارجیہ کا اعلان

میاں عبد المجید محمد علی احمدی ٹیلر ماسٹران رجمنٹ ۱۹/۱ حیدر آباد رجمنٹ سکندر آباد دکن کے ذریعہ دفتر ہذا کو اطلاع ملی تھی - کہ احمدیہ لٹریچر و سلسلہ کے اخبارات وہاں انہیں تقسیم نہیں کئے جاتے تھے - جس پر کمانڈنگ افسر صاحب رجمنٹ مذکور کی خدمت میں گذارش کی گئی - کہ احمدیہ لٹریچر اور اخباریں ایسی نہیں ہیں - جو کسی رنگ میں قابل اعتراض قرار دی جا سکیں - جس پر صاحب بہادر نے ہمیں اطلاع دی ہے - کہ دفتر ہذا کی چٹھی پر یہ بندش دور کر دی گئی ہے - لہذا میں دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ جہاں کہیں احمدیہ لٹریچر کا بذریعہ ڈاکخانہ تقسیم ہونا ممنوع قرار دیا گیا - یا برادران وطن غلط فہمیاں پھیلا کر حکام کو بدظن کر رہے ہوں - اطلاع دیں - کیونکہ حکام کے علم میں ایسا معاملہ لایا جانا ضروری ہوتا ہے - اور چونکہ گورنمنٹ مفسد اور مصلح میں فرق کرنا جانتی ہے - اس واسطے اطلاع ہونے پر ضرور غور کی جاتی ہے ؏

اعلان نظارت بہشتی مقبرہ

اکثر دوست اس قسم کے خطوط لکھ دیتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ یا والد صاحب فوت ہو گئے ہیں - ان کی نعش امانتاً دفن کی گئی ہے - کتنے عرصہ تک اس نعش کو نکالکر قادیان لائیں - پھر وہ نیچے مختصر سا اپنا نام لکھ دیتے ہیں اور پورا پتہ نہیں لکھتے - ایسے تمام دوستوں کے لئے میں اعلان کرتا ہوں - کہ جب وہ اس قسم کی کوئی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ میں کریں - تو موصی کا نام اور پتہ پورا لکھ بھیجیں - بلکہ وہ سارٹیفکیٹ جو موصی کے پاس ہوتا ہے - اس کو بھی تلاش کر کے روانہ کرنا چاہیئے - اور اگر کسی وجہ کے باعث سارٹیفکیٹ نہ مل سکے تو پھر موصی مرحوم کا پورا پتہ لکھنا چاہیئے - اور خط ارسال کرتے وقت اپنا نام بمعہ پتہ بھی لکھنا چاہیئے - کیونکہ پتہ نہ ہونے کے باعث ایسے خطوں کا جواب نہیں دیا جا سکتا ؏

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے رسالہ الوصیت میں یہ تحریر فرمایا ہے - کہ ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی - اس کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا - اور نیز ضروری ہوگا - کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں - تا اگر انجمن کو اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آ گئے ہوں - تو ان کو دور کر کے اجازت دے (ایسے صندوق چھ ماہ امانت رکھ کر نکالے جا سکتے ہیں)

(۳) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں - جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں - ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے - کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں - اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس کے فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

محمد سرور شاہ - سیکرٹری انجمن کارپرداز مصالح قبرستان

مین پوری میں آریوں کا فرار

یہاں پر ضلع مین پوری کے آریہ سماج کا ۲۳ر - ۲۴ر - ۲۵ر - ۲۶ر اپریل کو جلسہ تھا - جس میں انہوں نے درخواست کی - کہ مسلمان علماء اور قادیانی صاحبان میں سے ایک ایک لیکچر الہام پر تیار کر کے ان کے جلسہ میں پڑھیں - یہاں پر کوئی غیر احمدی عالم نہ تھا - اور نہ ہی کسی نے مضمون تیار کیا میں نے قادیان تار دیکر درخواست کی - کہ کوئی مولوی صاحب بھیجے جائیں - چنانچہ حضرت امام احمدیہ نے اپنی مہربانی سے مولوی فاضل محمد یار صاحب کو بھیجا - جنھوں نے مضمون الہام پر ۲۵ر اپریل کو بہت اچھی طرح سے لیکچر دیا - جس کی ہر ایک نے تعریف کی - اس اثناء میں آریہ مہاشہ نے بھی مضمون پڑھا جسمیں اس نے بجائے الہام پر کچھ تحریر کرنے کے بہت سے اعتراضات قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کئے جب ان کا جواب دینے کے واسطے وقت طلب کیا گیا تو صرف پانچ منٹ دیئے مگر اس میں اعتراضات کے جواب کافی طور پر دیئے گئے - بعد ازاں ایک جلسہ عام مسلمانوں کی طرف سے تجویز کیا گیا - جب کل کارروائی جلسہ ہو چکی - اور صرف ۲ گھنٹہ جلسہ کے شروع کرنے میں باقی رہ گئے - تو آریہ صاحبان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۴ مئی ۱۹۲۶ء

ایک مسلمان نما آریہ کی چھٹی کا جواب

ایک شخص جس نے اپنا نام "عبدالرحیم" لکھا ہے۔ آریہ اخبار "پرکاش" (۲۴ - اپریل) میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام "کھلی چھٹی" شائع کرائی ہے۔ چھٹی میں درج شدہ خیالات اور ان کے اظہار کے لئے اخبار "پرکاش" کا انتخاب بتاتا ہے۔ کہ چھٹی لکھنے والے صاحب یا تو آریوں کی صحبت اور اثر کی وجہ سے پورے پورے آریہ بن چکے ہیں اور صرف "عبدالرحیم" کی بجائے "ایشر داس" کہلانے کی کسر ہے۔ یا پھر آریوں کے اس قدر دست نگر اور محتاج ہیں کہ وہ جو چاہیں۔ ان سے لکھوا کر شائع کرا سکتے ہیں۔

اس چھٹی میں بظاہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے تعدد ازدواج پر تمسخر اڑایا گیا ہے۔ لیکن دراصل اس کی زد اس پاک اور مقدس انسان پر پڑتی ہے جو سید ولد آدم ہو کر دنیا میں آیا۔ اور جس نے دنیا کو نور اور صداقت سے بھر دیا۔ پھر اس کی زد خدا تعالیٰ کے اس سچے دین پر پڑتی ہے۔ جس نے دُنیا کو بُرائیوں اور گمراہیوں کے گڑھے سے نکالکر سیدھا رستہ دکھایا۔ اس وجہ سے خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کوئی مسلمان خواہ وہ نام کا ہی مسلمان ہو۔ ایسے ناپاک اور ناروا فعل کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس نے اپنا دین و ایمان۔ اسلامی غیرت اور حمیت ان لوگوں کے ہاتھ بیچ دی۔ جو اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن اور بدترین دشمن ہیں۔ تو پھر اس سے اس قسم کے فعل کا سرزد ہونا دور از قیاس نہیں ہے۔

راقم خط نے اپنی بیوی کی یہ حالت بیان کرتے ہوئے کہ "اُسے ایک ایسا مرض ہمیشہ کے لئے لاحق ہو گیا جس سے وہ حقوق زوجیت ادا کرنے کے لائق نہ رہی" اور دوسری شادی کرنے میں ناکام رہنے کا اس طرح ذکر کرتے ہوئے کہ "تلاش بسیار نتیجہ کیا ہوا۔ اول تو کوئی بیوی دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ اور جو تیار ہوئے۔ ان کے مطالبات ناقابل برداشت نکلے" لکھا ہے :-

"مجھے پورا یقین ہو گیا۔ کہ کوئی شریف آدمی جو کہ اپنی لڑکی کی بھلائی چاہتا ہے۔ اسکو دوسری بیوی کی جگہ کسی کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور یہ انسانی فطرت ہے۔"

اگر انسانی فطرت یہی ہے۔ جو آریوں کا پس خوردہ کھانے والے "خوشنویس اور فوٹوگرافر" صاحب راقم چھٹی نے بیان کی ہے۔ تو معلوم ہوا۔ ان کے نزدیک اسلام کا یہ حکم بھی انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔ کہ عورتوں میں سے جو تم کو پسند آئیں۔ دو دو تین تین چار چار کے ساتھ نکاح کرو۔ ہاں اگر اس بات کا خوف ہو۔ کہ ان کے درمیان عدل نہ کر سکو گے۔ تو ایک سے کر لو۔

پھر کیا اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زد نہیں پڑتی۔ جبکہ آپ نے ایک سے زیادہ نکاح کئے۔ اور بڑے بڑے بزرگان دین کے خلاف یہ بے ہودہ سرائی نہیں ہے۔ جنھوں نے خود بھی ایک سے زائد نکاح کئے۔ اور اپنی لڑکیوں کے نکاح بھی ایسے لوگوں سے کئے۔ جن کی پہلے بیوی موجود تھی۔

تعجب ہے۔ ایک طرف تو فطرت انسانی کا یہ ماہر لکھتا ہے کہ کوئی شریف آدمی جو اپنی لڑکی کی بھلائی چاہتا ہو کسی ایسے شخص کو اپنی لڑکی نہیں دے سکتا۔ جس کی پہلی بیوی موجود ہو۔ اور اپنا یہ تجربہ پیش کرتا ہے کہ "ایک آدمی کے لئے ایک بیوی کافی ہے۔ اور اگر اُسے صحت اور آرام کی خواہش ہو۔ تو دوسری کی ضرورت نہیں پڑتی" لیکن دوسری طرف نہ صرف ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کی خود کوشش کرتا ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھتا ہے کہ "میں نفسانی خواہشات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ "نفس امارہ سے چین نہیں"۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر ایک آدمی کے لئے ایک ہی بیوی کافی ہے۔ اور کوئی شریف آدمی بیوی رکھنے والے شخص کو اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ فطرت انسانی ہے۔ تو پھر فوٹوگرافر اور خوشنویس صاحب نے دوسری شادی کی انسانی فطرت کے خلاف کوشش ہی کیوں کی۔ اور کیوں نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو جانے کا شور مچا رہے ہیں۔ کیا اس سے ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ نہ تو دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک شرافت اور انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ اور نہ اپنی پہلی بیوی کی موجودگی میں نفسانی خواہشات سے بچنے کی کوئی صورت پاتے ہیں اس لئے کوئی ایسا طریق اختیار کرنا چاہتے ہیں کہ دوسرا نکاح بھی نہ کرنا پڑے۔ اور نفس امارہ کا علاج بھی ہو جائے۔ اگر ان کا یہی مطلب ہے۔ اور ان کی تحریر سے اسی کا ثبوت ملتا ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام جیسے پاک مذہب میں اس قسم کا کوئی طریق جائز نہیں ہے۔ اسلام نے جائز ضروریات کے لئے دو نہیں تین نہیں چار تک بیویاں کرنے کی اجازت دی ہے اور ان سب کے حقوق مساوی قرار دئے ہیں لیکن اس بات کو قطعاً جائز نہیں رکھا کہ نام کو تو ایک ہی عورت ہو لیکن "نفسانی خواہشات" کی سیری کے لئے غیر عورتوں سے تعلقات پیدا کئے جائیں کیونکہ اس طرح نہ صرف انسانی غیرت اور حمیت مٹ جاتی ہے بلکہ طرح طرح کے فتنہ و فساد کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔ اور بدچلنی و بدکرداری کی کوئی حد نہیں رہتی ؛

یہ شرف اس زمانہ میں بانیٔ آریہ سماج سوامی دیانندجی کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے پیروؤں کے لئے اس قسم کا طریق ایجاد کر دیا ہے۔ اور غالباً نہیں بلکہ یقیناً فوٹوگرافر صاحب کے مدنظر بھی وہی طریق ہے۔ جس کی خوبی کے قائل ہو کر وہ اسلام کے مسئلہ تعدد ازدواج پر بے جا تمسخر اور استہزا کر رہے ہیں اگر وہ آریوں کے اثر اور صحبت کی وجہ سے مسئلہ نیوگ کی خوبی کے قائل ہو چکے ہیں۔ اور اسکی صداقت کا عملی طور پر اعتراف کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کے لئے بہت وسیع میدان موجود ہے۔ "پرکاش" ہی کے ذریعہ آریہ صاحبان کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ اسلام کے پُرحکمت مسئلہ تعدد ازدواج پر تمسخر کرنے سے سوائے اس کے کہ اپنی نادانی اور جہالت کا ثبوت دیں۔ انہیں اور کیا حاصل ہو سکتا ہے ؛

دیکھئے سوامی دیانندجی کیسے صاف الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنس کر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ اے مالک آپ اولاد کی اُمید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے"

فوٹوگرافر صاحب کی بیوی بھی بیمار ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نفس امارہ میں گرفتار اور نفسانی خواہشات میں گھرا ہوا بتاتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ دوسری شادی کرنا بھی جائز نہیں سمجھتے۔ پھر کیا ان کے لئے سوائے اس طریق کے جو سوامی جی کا فرمودہ اوپر بیان ہوا ہے۔ کوئی اور صورت ہے۔ پس اسے زیر عمل لانے کی کوشش کریں اور پھر بتائیں۔ کہ آیا انیسویں صدی کے مہرشی دیانندجی کے بیان فرمودہ طریق پر عمل کرانے کے لئے کوئی "شریف آدمی" تیار ہے یا نہیں۔ اور یہ کہاں تک "انسانی فطرت" کے مطابق فعل ہے۔ اگر اس طریق پر عمل پیرا ہو کر وہ ثابت کر دیں کہ شرافت کا تقاضا یہی ہے۔ جو سوامی دیانندجی نے بیان کیا ہے۔ یعنی ہر ایک شریف آریہ جو کہ اپنی لڑکی کی بھلائی چاہتا ہو۔ اپنی لڑکی نیوگ کے لئے دینے پر تیار ہو سکتا ہے۔ اور یہ انسانی فطرت ہے۔ تو پھر اسلام کے مسئلہ تعدد ازدواج پر اعتراض کرنے اور اسے انسانی فطرت کے خلاف کہنے کا انہیں حق ہو سکتا ہے ؛

ہندو سنگٹھن کا نتیجہ

معلوم ہوتا ہے۔ کلکتہ کے فساد نے ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اپنی مخفی تیاریوں اور سازشوں کے برسرعام لانے کا بہترین موقعہ پیدا کر دیا ہے۔ اور وہ اس فساد کو بطور مثال پیش کر کے ہندوؤں کو آئندہ بھی اسی طرح مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے کے لئے ابھار رہے ہیں۔ اس بارے میں سوامی شردہانند جی کا اعلان پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ اب ناگپور کے مشہور ہندو لیڈر ڈاکٹر مونجے نے آریہ سماج بمبئی کے سالانہ جلسہ پر بطور صدر جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

"کلکتہ میں ہندو اور مسلمان طاقتوں نے لڑ کر تجربہ کر لیا ہوگا کہ کس کی کتنی شکتی (طاقت) ہے۔ اس دفعہ ایک خصوصیت دیکھ کر آنند (سرور) ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے کائرتا (بزدلی) سے گھروں میں نہ چھپ کر باہر نکل کر کے اپنی بہادری کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ آج تک ناگپور کے سوائے کہیں بھی ہندوؤں نے ایسی بہادری نہیں دکھائی لیکن اس کے بعد یہ دوسرا موقعہ ہے۔ کہ کلکتہ میں ہندوؤں نے اپنی شکتی دکھلائی ہے۔ یہ ہندو سنگٹھن کا ہی نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔"

اسی کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ:-

"ہم ہندوؤں کو دوہری لڑائی لڑنا ہے۔ بدھی کی لڑائی تو سیاسی معاملات میں انگریزوں کے سامنے اور مسلمانوں کے سامنے باہوبل کی لڑائی لڑنی ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگ رشیوں نے ہمیں حکم دیا ہے۔"

اگر ہندوؤں کے بزرگ رشیوں نے طاقتور کے مقابلہ میں بدھی کی لڑائی اور کمزور کے مقابلہ میں باہوبل کی لڑائی لڑنے کا حکم دیا ہے۔ اور اسی کی تعمیل میں ہندو انگریزوں کے سامنے تو بھیگی بلی بنکر بدھی کی لڑائی لڑینگے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی "شکتی" کے جوہر دکھانے کے لئے "باہوبل" سے کام لیں گے۔ اور لینگے کیا۔ لے رہے ہیں۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں جس شخص کو آریوں نے رشی کا خطاب دے رکھا ہے۔ یعنی سوامی دیانند جی۔ انہوں نے بھی یہی تعلیم دی ہے کہ

"نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جائے" (ستیارتھ پرکاش چھٹا باب)

جب طاقتور دشمن کے مقابلہ کے متعلق ہندوؤں کو یہ تعلیم دی گئی ہے۔ تو پھر وہ انگریزوں کے ساتھ بدھی کی لڑائی نہ لڑیں۔ تو اور کیا کریں۔ ہاں مسلمان چونکہ طاقتور نہیں ہیں اس لئے انہیں باہوبل کا مزا چکھا رہے ہیں۔

اگر کسی قوم کے ذمہ وار اور با اثر لیڈروں کے خیالات اور ان کے پیروؤں کے افعال صحیح نتیجہ پر پہنچا سکتے ہیں۔ تو کیا ہندو لیڈروں کے اس قسم کے خیالات اور کلکتہ وغیرہ میں ان کا عملی ثبوت مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ۔

خلافت کمیٹی اور مسلمانوں کی حفاظت

ہمیں وہ وقت خوب اچھی طرح یاد ہے۔ جب آریہ بڑے ساز و سامان اور بڑے کروفر کے ساتھ ہزارہا ملکانوں کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیل رہے تھے۔ اور ہندوستان کے مسلمان اس قسم کی دل شکن اور روح فرسا خبروں سے متاثر ہو کر اپنے سیاسی اور مذہبی لیڈروں کے مونہوں کی طرف تک رہے تھے اور بار بار التجائیں کر رہے تھے کہ اسلام کی حرمت اور شوکت کو بچانے کے لئے آریوں کے اس تباہ کن حملہ کو روکیں۔ اس بارہ میں مسلمانوں کو سب سے بڑی امید اور سب سے زیادہ توقع خلافت کمیٹی اور خلافتی لیڈروں سے تھی۔ جن کے خدمت اسلام کے بڑے بڑے دعوے ان کے سامنے تھے۔ اور جن کی شوکت اسلام کو برقرار رکھنے کے متعلق بڑی بڑی پُرجوش تقریریں ابھی ان کانوں میں گونج رہی تھیں۔ لیکن مرکزی خلافت کمیٹی نے ان کی امیدوں کو نہایت بری طرح پامال کر دیا۔ اگرچہ جاہل اور ناواقف مسلمان کہلانے والوں پر ارتداد کی بلا نازل ہونے کے اور اسکی روک تھام کے لئے مسلسل اور متواتر التجائیں کرنے کے باوجود خلافت کمیٹی کے ٹس سے مس نہ ہونے پر ہی مسلمان سمجھ چکے تھے۔ کہ ان تلوں میں تیل نہیں۔ تاہم چونکہ علی برادران ان ایام میں قید میں تھے۔ اس لئے سمجھتے تھے۔ کہ ان کی رہائی پر ارتداد کا مقابلہ کیا جائے گا۔ لیکن ان کی رہائی پر خلافت کمیٹی نے اس کام کو اپنے دائرہ عمل سے خارج بتا کر اعلان کر دیا کہ وہ شدھی کا ہرگز مقابلہ نہ کریگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک طرف تو مسلمان اس سے علیحدہ ہونے لگ گئے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں نے اپنی ساری طاقت مسلمانوں کی تخریب میں صرف کر دی۔ اور اب جبکہ مسلمان برادران وطن کے ہاتھوں بہت بڑا نقصان اٹھا چکے ہیں۔ خلافت کمیٹی کو ہوش آیا ہے۔ اور اس نے مسلمانوں کی حفاظت کا کام اپنے فرائض میں داخل کرنے کے لئے ایک جلسہ کا اعلان کیا ہے۔ دیکھئے کہاں تک خلافت کمیٹی اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرتی ہے ۔

مسلمانان جبل پور کی بے جا حرکت

جب ایک فریق خواہ مخواہ دوسرے کو چھیڑنے اور اشتعال دلانے والی حرکات کرے۔ تو وہ بھی ایسی باتوں پر اتر آتا ہے۔ جن کا عام حالات میں ارتکاب وہ خود بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ اس قسم کا تازہ واقعہ جبل پور میں ہوا ہے۔ جس کی اطلاع "فری پریس" نے حسب ذیل الفاظ میں شائع کی ہے:-

"۲۱ر اپریل کی صبح کو جب رام نومی کا جلوس نکلنے والا تھا تو مسلمانوں کی جانب سے اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ کہ اگر ہندوؤں نے مسجدوں کے سامنے باجا بجانا موقوف نہ کیا۔ تو مسجدوں میں گائیں ذبح کی جائینگی۔ اشتہار میں یہ بھی درج کیا گیا تھا۔ کہ اگر باجہ نہ بجایا گیا۔ تو گائیں ذبح نہ کی جائینگی۔ رام نومی کا جلوس مسجدوں کے سامنے بجتا ہوا امن کے ساتھ گذر گیا۔ لیکن مسلمانوں نے حسب اعلان سات مسجدوں میں گائیں ذبح کیں۔ اور ذبح کر کے ان کو ایک نمایاں جگہ میں رکھ دیا۔ اور ان کے قریب روشنی کر دی۔ تاکہ لوگ اچھی طرح دیکھ سکیں۔" (ہمدم ۲۵ر اپریل)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریوں کی اشتعال انگیزی میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اور مسلمانان جبل پور نے جو کچھ کیا اس کی ساری ذمہ واری آریوں پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمانوں کی اس حرکت کو مناسب اور موزوں قرار نہیں دیا جا سکتا۔ گائیوں کو مسجدوں میں ذبح کرنا اور پھر ان کی خاص طور پر نمائش کرنا اخلاقی لحاظ سے نہایت معیوب بات ہے اور مسلمانوں کو اس قسم کے افعال سے باوجود سخت اشتعال دلانے کے بھی باز رہنا چاہیئے۔ اور دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی اسلامی وقار کو قائم رکھنا چاہیئے ۔

مولوی ظفر علی صاحب کی ناکامی

مرکزی خلافت کمیٹی نے حجاز کے لئے اپنا جو نیا وفد تجویز کیا ہے۔ اسمیں جانے والوں میں مولوی ظفر علی صاحب کا نام بھی پیش ہوا۔ لیکن وہ بہت ہی کم ووٹ حاصل کرنے کی وجہ سے ممبر منتخب نہ ہو سکے۔ حالانکہ ان کے مقابلہ میں مسٹر شعیب قریشی بڑی کثرت رائے سے منتخب ہو گئے۔ جو پہلے وفد میں ان کے ماتحت ہو کر گئے تھے۔ مولوی صاحب کو اس سے صدمہ تو ہوا ہو گا۔ لیکن خلافت کمیٹی بھی معذور تھی۔ اگر اب کے بھی وہ آزمودہ را آزمودن کی مرتکب ہوتی۔ تو اپنی کوتاہ اندیشی کا افسوسناک ثبوت پیش کرتی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا کی مخلوق سے وہی سلوک کرو جو خدا سے چاہتے ہو،

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(فرمودہ ۲۳ راپریل ۱۹۲۶ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مسلمانوں کے لئے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے خود ایک

صحیح طریق عمل

بیان فرمایا تھا۔ اور وہ طریق عمل بیان فرمایا تھا۔ جو کہ باقی تمام مذاہب کی تعلیم سے اعلےٰ اور ارفع اور اکمل ہے۔ مگر باوجود اس کے میں نے دیکھا ہے۔ کئی لوگ اس قسم کے ہیں۔ جو اس طریق کو چھوڑ کر اپنے لئے نئی راہیں اختیار کر بیٹھتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے خود بھی دکھ اور تکلیف میں پڑتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ ہماری جماعت اب خدا کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ اور ایسے دور دراز علاقوں میں پھیل رہی ہے۔ جہاں کے لوگ پہلے ہماری جماعت کا نام بھی نہ جانتے تھے۔ اور انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ دنیا میں کسی شخص نے

مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

کیا ہے۔ انہیں جب یہ علم پہنچا۔ تو اس کو پا کر انہوں نے اس پر غور و فکر کیا۔ بعض دفعہ اس کی مخالفت بھی کی۔ اس سے استہزا بھی کیا۔ لیکن آخر بعض کے دل خدا تعالےٰ نے کھول دیئے اور وہ سلسلہ میں داخل ہوگئے۔ بات یہ ہے۔ کہ دنیا کے دور دراز ممالک میں خود بخود سلسلہ

اپنے لئے آپ رستہ

بنا رہا ہے۔ جس طرح دریا کا پانی جب چلتا ہے۔ تو آگے سے آپ ہی رستہ بناتا جاتا ہے۔ انسانوں کے لئے سڑکیں تیار کی جاتی ہیں۔ لیکن دریاؤں کے لئے رستہ نہیں بنایا جاتا۔ دریا پہاڑوں اور جنگلوں میں خود بخود رستہ بنا کر گذر جاتے ہیں۔ ان کے آگے جو کچھ آئے۔ اسے خود بخود ہٹا لیتے ہیں۔ غرض جس طرح دریاؤں کے لئے رستہ تیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح سلسلہ احمدیہ کے لئے بھی تمام الٰہی سلسلوں کی مثال میں ان کی شباہت میں اور ان کی مانند کسی رستہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ ہی آپ رستہ بنتا جاتا ہے۔ اور جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ نئے ممالک۔ نئی بستیوں اور نئے براعظموں کے لوگ قبول کرتے جاتے ہیں۔ اور جب کسی سلسلہ کی اشاعت مختلف بلاد میں ہونی شروع ہو جاتی ہے تو

تربیت کا پہلو

ہمیشہ کمزور ہوتا جائے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء کے زمانہ میں ان کو ماننے والوں کا جو رنگ نظر آتا ہے۔ وہ بعد میں نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ جماعت روحانیت میں کمزور ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ جماعت ایسی جگہوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جہاں تربیت پورے طور پر نہیں ہو سکتی تربیت کرنے والوں کی ذمہ داریاں اتنی وسیع ہو جاتی ہیں۔ کہ قریب کے علاقہ کی بھی پوری پوری نگرانی نہیں کی جا سکتی۔ اس وجہ سے بعض لوگوں کی

تربیت میں کمی

رہ جاتی ہے۔ اور نقص دور نہیں ہو سکتا۔ مخالفین کو ایسے لوگوں کے نقص تو نظر آجاتے ہیں۔ مگر ان ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کی خوبیاں جن کی تربیت مکمل ہوتی ہے۔ اور ان سے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ جو ان کے آباء اجداد کہلاتے تھے نظر نہیں آتیں انکی نیکی ناتربیت یافتہ لوگوں کی برائی کے نیچے چھپ جاتی ہے۔ جیسے ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے اسی طرح کمزور لوگ جو تربیت سے پورا حصہ نہیں پاتے۔ اپنے نقائص سے باقیوں کی عمدہ حالت کو بھی پوشیدہ کر لیتے ہیں۔ پس

سب سے زیادہ

خطرہ کسی جماعت کے لئے اس وقت ہوا ہے۔ جب کہ اس کی کثرت ہو جاتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے معاملے پڑتے ہیں۔ جن کی وجہ سے شقاق اور تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے جب وہ تھوڑے سے ہوتے ہیں۔ تو چونکہ ان کے تعلقات غیروں سے ہوتے ہیں۔ اس لئے لڑائی جھگڑا انشقاق اور اختلاف غیروں سے ہوتا ہے۔ اس وقت ان کی نظروں میں آپس کے عیب پوشیدہ ہوتے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ ایسی حالت میں خواہ مخواہ انہیں ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر جب امن ہو جائے۔ اور دیر تک غیروں سے امن میں رہنے لگیں۔ تو بجائے غیروں کی عیب گیری کرنے کے آپس کی عیب جوئی میں لگ جاتے ہیں۔ جس طرح دوسرے سلسلوں کے ساتھ یہ بات لگی ہوئی تھی۔ اسی طرح ہماری جماعت کی ترقی کے ساتھ بھی یہ بات لگی ہوئی ہے۔ اور جس طرح دوسروں کو اس فتنہ کا مقابلہ کرنا ضروری تھا۔ اسی طرح ہمارے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ ہم بھی اس کا مقابلہ کریں۔ میں نے دیکھا ہے۔ جو جماعتیں زیادہ پرانی ہیں۔ اور جن کی تعداد زیادہ ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو امن میں سمجھتے ہیں۔ ان میں آپس میں

شقاق کے آثار

پائے جاتے ہیں۔ لیکن جہاں کے لوگ دشمن کا مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور جماعتیں نئی ہیں۔ وہاں شقاق نہیں۔ بلکہ محبت اور پیار ہے۔ جہاں جہاں بھی تبلیغ میں سستی پائی جاتی ہے۔ چونکہ وہ لوگ کام کرنے کے تو عادی ہو چکے ہیں۔ اس لئے اگر غیروں میں کام نہیں کرتے۔ تو آپس میں ہی لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہمیشہ سچی کامیابی روحانیت سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر جس ایمان کا نتیجہ آخر میں بگاڑ اور شقاق اور اختلاف ہو۔ معلوم ہوا۔ وہ حقیقی ایمان نہ تھا۔ اس میں کوئی عیب۔ کوئی کمزوری اور کوئی نقص ضرور تھا +

میں نے بہت دفعہ تحقیق کر کے دیکھا ہے۔ جتنے

جھگڑے اور اختلاف

ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ ایسی حقیر اور معمولی ہوتی ہے۔ کہ حیرت آتی ہے۔ عقلمند انسان کس طرح اس کی بنا پر جھگڑا پیدا کر سکتا ہے۔ اور جب کوئی سمجھدار اور معاملہ فہم شخص اس جھگڑے کے فیصلہ کے لئے بھیجا گیا۔ تو بہت جلدی اس کا خاطر خواہ فیصلہ ہوگیا۔ اس وقت وہی لوگ حیرت سے کہتے ہیں۔ بہت جلدی فیصلہ ہوگیا۔ حالانکہ فیصلہ جلدی ہونے پر تعجب نہیں۔ تعجب اس بات پر ہونا ہے۔ کہ اس معمولی سی بات پر لڑائی اور جھگڑا کیوں ہوا۔ بات یہ ہوتی ہے۔ کہ جب ایک سمجھدار شخص اس معاملہ کو ان کے سامنے رکھتا ہے۔ تو چونکہ وہ بہت معمولی ہوتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کی فطرت اور عقل ان کو ملامت کرتی ہے۔ کہ اتنی سی بات پر لڑائی جھگڑا کیسا۔ اور ان کے دل صاف ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وہ سمجھتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے ذرائع پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ معاملہ کا آسانی فیصلہ ہوگیا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہوتی ہے۔ کہ فساد اور لڑائی کا موجب بہت کمزور ہوتا ہے اور جب اس کی کمزوری بتادی جاتی ہے۔ تو فساد دور ہو جاتا ہے بیسوں واقعات جو میرے سامنے آتے ہیں۔ ان میں شاذ ہی کوئی ایسا ہوتا ہے۔ جس میں حقیقی نقص نظر آئے۔ عموماً نہایت چھوٹی چھوٹی اور

حقیر باتوں پر اختلاف

پیدا ہو جاتا ہے۔ جو بڑھتا بڑھتا یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اکٹھے نمازیں پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ آپس میں بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ نتیجہ ہوتا ہے اس بات کا۔ کہ ایسے لوگوں نے اسلام کے مغز اور روح کو نہیں سمجھا ہوتا۔ جو یہ ہے۔ کہ جہاں تک

ممکن ہو۔ انسان اپنے بھائی کے قصور معاف کرے۔

عفو اسلام کا مغز اور روح ہے

سزا محض شرطی طور پر جائز ہے۔ اور اس وقت جائز ہے۔ جب سزا کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ اور اس کے بغیر فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ لیکن نہایت عجیب بات ہے۔ کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ اپنا حق لینا خواہ جبری طور پر ہی لینا پڑے اصل حکم ہے۔ حالانکہ اصل حکم عفو ہے اسلام کہتا ہے۔ جب انسان کسی پر رحم کر سکتا ہے۔ عفو کر سکتا ہے تو معاف کرے۔ ایک ہی موقعہ پر

اپنے حق کا مطالبہ

جائز ہوتا ہے۔ جبکہ فتنہ و فساد کا ڈر ہو۔ مگر اس کے لئے بھی قواعد ہیں۔ اور ان کی پابندی ضروری ہے۔ جب کوئی دیکھے۔ کہ فلاں نے مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اور وہ اس میں بڑھتا جاتا ہے۔ تو اس کی طرف اوپر کے افسروں اور ذمہ وار لوگوں کو توجہ دلائے اسے یہ حق حاصل نہیں۔ کہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ ہماری جماعت میں جہاں اس قسم کا کوئی معاملہ ہو۔ خلیفہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔ کہ فلاں نے مجھ سے یہ بدسلوکی کی ہے جسے میں معاف نہیں کر سکتا۔ تب تحقیقات کی جائے گی۔ اگر قصور ثابت ہو گیا۔ اور سزا ضروری سمجھی گئی۔ تو سزا دی جائے گی۔ اور اگر جرم ثابت نہ ہوا۔ تو بتا دیا جائے گا۔ کہ جرم ثابت نہیں ہے۔

اگر اس طرح ہو۔ تو کوئی فتنہ اور کوئی فساد کسی جگہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ لوگ ایک

درمیانی چال

چلتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو مقابلہ کرنا۔ اور دوسری طرف معاف نہ کرنا۔ یہ حد درجہ کی بزدلی ہے۔ اور اس طرح معاملہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ اگر کسی معاملہ کو کوئی شخص چھوڑتا ہے تو پورے طور پر چھوڑے۔ اور اگر نہیں چھوڑنا چاہتا۔ تو چلائے اس کا کیا مطلب۔ کہ اس بات کو دل میں تو رکھے۔ اور منہ سے کہے۔ میں نے اس بات کو جانے دیا۔ اس کا دل میں رکھنا بتاتا ہے۔ کہ اس نے جانے نہیں دیا۔ بلکہ موقع کا منتظر ہے۔ کہ کب موقع ملے۔ تو بدلہ لوں۔ مومن کو ایک طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ یا تو معاف کر دینا چاہیئے۔ اور یا پھر تحقیقات کے لئے ذمہ وار لوگوں کے سامنے لانا چاہیئے۔ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے فلاں معاملہ معاف کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ پھر وہ کبھی اس بات کو ذہن میں نہ لائے۔ اور سمجھے گویا وہ واقعہ ہوا ہی نہیں۔ لیکن

اگر معاف نہیں

کرتا۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ اسے چلائے جہاں تک کہ شریعت اجازت دیتی ہے۔ اعلےٰ افسر یا خلیفہ کے پاس اس بات کو پہنچائے اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ یعنی نہ تو معاف کرتا ہے۔ اور نہ آگے چلاتا ہے۔ تو وہ مفسد ہے۔ وہ پھوڑے کو چھپا کر رکھتا ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ اپنے قصور وار بھائی کو معاف کرتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ پیپ بڑھے۔ اس طرح فساد اور زیادہ بڑھتا ہے۔ لیکن اگر انسان معاف کر دے۔ تو فساد نہیں ہوتا۔ یا اگر معاف نہ کرے بلکہ معاملہ کو چلائے تو بھی فساد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اصل بات کھل جاتی ہے۔ لیکن ان دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی اختیار نہ کرے تو وہ فسادی ہے۔ اور اس کا حق نہیں ہے۔ کہ کہے میں نے فلاں بات کو اس لئے جانے دیا کہ فساد ہوگا۔ فساد تو اس طرح بھی ہوگا پس میں ایک تو دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ اگر ان کے دل میں سلسلہ کی محبت اور الفت ہے۔ اور وہ سلسلہ کے خیر خواہ ہیں۔ تو جب بھی ان کا آپس میں کوئی اختلاف ہو۔ لڑائی ہو تو

ایک دوسرے کو معاف کر دیں

اور اگر معاف نہ کر سکیں۔ تو اس معاملہ کو فیصلہ کے لئے پیش کریں تاکہ اس کا تصفیہ ہو جائے۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ اگر وہ تیسری صورت اختیار کریں گے۔ تو یقیناً اس کے یہ معنی ہونگے کہ وہ فسادی ہیں۔ اس طرح وہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکیں گے۔ بلکہ سزا کے مستحق ہونگے۔ لیکن ان دو باتوں میں سے بھی کوئی ایک اختیار کرنے والوں کو نصیحت کرونگا کہ اسلام کا حکم زیادہ تر عفو سے کام لینے کا ہے۔ خدا تعالےٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ آپ میں عفو بخشش۔ نرمی اور رافت تھی۔ اور یہیں فرماتا ہے۔ تمہارے لئے رسول اسوۂ حسنہ ہیں۔ نمونہ ہیں۔ پس جو ہمارے لئے نمونہ ہے۔ وہ جب عفو اور بخشش سے کام لیتا تھا۔ تو ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ جب کسی بھائی سے قصور ہو جائے۔ تو اسے سزا دینے کے درپے نہ ہوں بلکہ جہاں تک ہو سکے

عفو اور درگذر

سے کام لیں۔ مگر عفو اور درگذر کا یہی مطلب ہے۔ جو اوپر بیان ہوا ہے۔ یہ نہیں کہ ڈر کے مارے سامنے تو کچھ نہ کہا۔ اور دل میں اس پھوڑے کو پکاتے رہے۔ جو بھی بزدل ہوگا۔ وہ یہی کریگا۔ کہ دل سے بات نہ نکالیگا۔ اور موقع تاڑتا رہیگا۔ کہ جب نقصان پہنچا سکے اس وقت اس بات کو نکالے۔ اس سے اگر پوچھا جائے۔ کہ جب یہ بات ہوئی تھی۔ اس وقت تم نے کیوں نہ بیان کی۔ تو کہے گا۔ میں نے سمجھا فساد ہو جائے گا۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اگر یہی وجہ تھی نہ بیان کرنے کی۔ تو پھر آج کیوں بیان کی۔ آج فساد نہیں ہوگا۔ پس جو شخص کسی بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھتا ہے۔ اور چھ ماہ یا سال کے بعد نکالتا ہے۔ وہ یا تو بزدل ہے۔ اسے سامنے ہونے کی جرأت نہ تھی۔ بزدلی کا نام اس نے عفو رکھ لیا جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ اگر ایک نامرد کہے میں عفیف ہوں یا ایک اندھا کہے میں حرص اور لالچ کی نظر سے کسی کے مال کو نہیں دیکھتا۔ یا جس کے ہاتھ نہ ہوں۔ وہ کہے میں نے کبھی کسی کو چپیڑ نہیں ماری تو یہ اس کی کوئی خوبی نہ ہوگی۔ جس بات کی طاقت ہی نہیں۔ اس کے نہ کرنے میں خوبی کیسی۔ پس بزدل ہے۔ جو جو کہتا ہے۔ میں نے فلاں کو معاف کر دیا۔ اس نے معاف کہاں کیا۔ جبکہ دل میں اس بات کو رکھ لیا۔ ایسا آدمی یقیناً بزدل ہے یا پھر شرارتی اور مفسد ہے۔

مومن کی شان

یہ ہے۔ کہ یا تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ یا پھر معاملہ کو چلاتا ہے۔ بات کو ذمہ دار لوگوں کے ذریعہ چلانا شریعت کے خلاف نہیں۔ بلکہ دل میں چھپا رکھنا یا بزدلی سے ڈر جانا یہ شریعت کے خلاف ہے اور پھر یہ اور بھی زیادہ شریعت کے خلاف ہے۔ کہ بزدلی کا نام نیکی رکھا جائے۔ کیونکہ ایک تو یہ گناہ کیا۔ کہ دل میں ایک بات کو رکھا۔ اور پھر دوسرا گناہ یہ کیا۔ کہ اسے نیکی قرار دیا۔ اس طرح

دوہرا جرم

ہو گیا۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دو طریقوں میں سے ایک طریق اختیار کر لیا کریں۔ یعنی اگر وہ کسی کو معاف کرنا چاہیں تو معاف کر دیں۔ اور اگر معاملہ کو پیش کرنا چاہیں۔ تو پیش کریں۔ مگر پیش کرنے والوں کے متعلق پھر میں نصیحت کرونگا۔ کہ جہاں تک ہو سکے عفو سے کام لیں۔ کیونکہ محبت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک عفو سے کام نہ لیا جائے۔ دیکھو ہم اللہ تعالےٰ سے کیا چاہتے اور کس سلوک کی توقع رکھتے ہیں۔ یہی کہ معاف کر دے۔ اگر ہمیں خدا تعالےٰ سے یہی امید اور توقع ہے۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ

خدا کے بندوں سے

ہم بھی اب ایسا ہی سلوک کریں۔ اگر کوئی شخص لوگوں کے قصور معاف نہیں کرتا۔ اور ہر غلطی پر گرفت کرتا ہے۔ تو اس کا کیا حق ہے کہ خدا تعالےٰ سے عفو کی امید رکھے۔ کیا خدا تعالےٰ اس سے نہ پوچھے گا۔ کہ تم نے میرے بندوں کو چھوٹے چھوٹے قصور معاف نہ کئے۔ تو میں تمہارے بڑے بڑے گناہ کیوں معاف کروں۔ مگر وہ جو اپنے بھائیوں کے قصور معاف کرتا ہے۔ جب خدا کے حضور پیش ہوگا۔ تو خدا تعالےٰ کہے گا۔ تم نے انسان ہو کر انسانوں کے قصور معاف کئے۔ پھر میں خدا ہو کر کیوں تمہارے قصور معاف نہ کروں۔ پس اگر تم لوگ چاہتے ہو۔ کہ خدا تعالےٰ تمہارے قصور معاف کرے۔ تو تمہارا بھی فرض ہے۔ کہ

لوگوں کے قصور معاف کرو

اگر اس نصیحت کو ہماری جماعت کے سب لوگ مان لیں۔ تو تمام فتنے دور ہو سکتے اور وہی محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ جس کا پیدا کرنا اسلام کی غرض ہے۔ تم لوگ اس وقت اسلام کی نازک حالت کو دیکھو۔ دشمنوں کی کثرت اور ان کے جتھے کو دیکھو۔ اور اپنی جانوں پر رحم کر کے آپس میں اتفاق اور محبت پیدا کرو۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے دل صاف کرے۔ ان کے ہر قسم کا بغض نکال دے۔ اور ایک دوسرے کی محبت پیدا کرے۔ جو مومنوں کا خاصہ ہے۔ اور مومنوں کی نشانی ہے (الفضل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت المہدی اور غیر مبایعین

(نمبر ۱)

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے قلم سے)

ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں ایک کتاب سیرت المہدی حصہ اول شائع کی تھی۔ اس کتاب کی تصنیف کے وقت میرے دل میں جو نیت تھی۔ اُسے صرف میں ہی جانتا ہوں یا مجھ سے بڑھکر میرا خدا جانتا ہے۔ جس سے کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں۔ اور مجھے اسوقت یہ وہم وگمان تک نہ تھا۔ کہ کوئی احمدی کہلانے والا شخص اس کتاب کو اس حاسدانہ اور معاندانہ نظر سے دیکھیگا۔ جس سے کہ اہل پیغام نے اسے دیکھا ہے۔ مگر اس سلسلہ مضامین نے جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے گذشتہ ایام میں پیغام صلح لاہور میں شائع ہوتا رہا ہے۔ میری اُمیدوں کو ایک سخت ناگوار صدمہ پہنچایا ہے۔ جرح و تنقید کا ہر شخص کو حق پہنچتا ہے۔ اور کوئی حق پسند اور منصف مزاج آدمی دوسرے کی ہمدردانہ اور معقول تنقید کو ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ دراصل یہ ایک خوشی کا مقام ہوتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کی بحثیں جو نیک نیتی کے ساتھ معقول طور پر کی جائیں۔ طرفین کے علاوہ عام لوگوں کی بھی علمی تنویر کا موجب ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس طرح بہت سے مفید معلومات دنیا کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور چونکہ طرفین کی نیتیں صاف ہوتی ہیں۔ اور سوائے منصفانہ علمی تنقید کے اور کوئی غرض نہیں ہوتی۔ اس لئے ایسے مضامین سے وہ بدنتائج بھی پیدا نہیں ہوتے۔ جو بصورت دیگر پیدا ہونے یقینی ہوتے ہیں۔ مگر مجھے بڑے افسوس اور رنج کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا مضمون اس شریفانہ مقام تنقید سے بہت گرا ہوا ہے۔ میں اب بھی ڈاکٹر صاحب کی نیت پر حملہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اس افسوسناک حقیقت کو بھی چھپا یا نہیں جاسکتا کہ ڈاکٹر صاحب کے طویل مضمون میں شروع سے لیکر آخر تک بغض و عداوت کے شرارے اُڑتے نظر آتے ہیں۔ اور ان کے مضمون کا لب و لہجہ نہ صرف سخت دل آزار ہے۔ بلکہ ثقاہت اور متانت سے بھی گرا ہوا ہے۔ جابجا تمسخر آمیز طریق پر ہنسی اُڑائی گئی ہے۔ اور عامی لوگوں کی طرح شوخ اور چست اشعار کے استعمال سے مضمون کے تقدس کو بُری طرح صدمہ پہنچایا گیا ہے۔ مجھے اس سے قبل ڈاکٹر صاحب کی کسی تحریر کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اور حق یہ ہے۔ کہ باوجود عقیدہ کے اختلاف کے میں آج تک ڈاکٹر صاحب کے متعلق اچھی رائے رکھتا تھا۔ مگر اب مجھے بڑے افسوس کے ساتھ اس رائے میں ترمیم کرنی پڑی ہے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میری ذات کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کو آج تک کبھی کوئی وجہ شکایت کی پیدا ہوئی ہو۔ پس میں ڈاکٹر صاحب کے اس رویہ کو اصول انتقام کے ماتحت لاکر بھی قابل معافی نہیں سمجھ سکتا۔ میں انسان ہوں۔ اور انسانوں میں سے بھی ایک کمزور انسان۔ اور مجھے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ میری رائے یا تحقیق غلطی سے پاک ہوتی ہے۔ اور نہ ایسا دعویٰ کسی عقلمند کے مُنہ سے نکل سکتا ہے۔ میں نے اس بات کی ضرورت سمجھ کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات جلد ضبط تحریر میں آجانے چاہئیں۔ محض نیک نیتی کے طور پر سیرت المہدی کی تصنیف کا سلسلہ شروع کیا تھا اگر اس میں میں نے کوئی غلطی کی ہے۔ یا کوئی دھوکا کھایا ہے۔ تو ہر شخص کا حق ہے۔ کہ وہ مجھے میری غلطی پر متنبہ کرے۔ تاکہ اگر یہ اصلاح درست ہو۔ تو نہ صرف میں خود آیندہ اس غلطی کے ارتکاب سے محفوظ ہو جاؤں۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی ایک غلط بات پر قائم ہو جانے سے بچ جائیں لیکن یہ کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ بلاوجہ کسی کی نیت پر حملہ کرے۔ اور ایک نہایت درجہ دل آزار اور تمسخر آمیز طریق کو اختیار کرکے بجائے اصلاح کرنے کے بغض و عداوت کا تخم بوئے۔ اس قسم کے طریق سے سوائے اس کے کہ دلوں میں کدورت پیدا ہو۔ اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے زور قلم کا بہت نامناسب استعمال کیا ہے۔ جسے کسی مذہب و ملت کا شرافت پسند انسان بھی نظر استحسان سے نہیں دیکھ سکتا۔ میں ڈاکٹر صاحب کے مضمون سے مختلف عبارتیں نقل کرکے ان کے اس افسوسناک رویہ کو ثابت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن بعد میں مجھے خیال آیا۔ کہ جو ہونا تھا۔ وہ تو ہو چکا۔ اب ان عبارتوں کو نقل کرکے مزید بدمزگی پیدا کرنے سے کیا حاصل ہے۔ پس میری صرف خدا سے ہی دعا ہے۔ کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ میرے ان الفاظ کو نیک نیتی پر محمول سمجھ کر اپنے طرز تحریر میں آیندہ کے لئے اصلاح کی طرف مائل ہوں۔ اور ساتھ ہی میری خدا سے یہ بھی دعا ہے۔ کہ وہ میرے نفس کی کمزوریوں کو بھی عام اس سے کہ وہ میرے علم میں ہوں یا مجھ سے مخفی۔ دُور فرماکر مجھے اپنی رضامندی کے رستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

اصل مضمون کے شروع کرنے سے قبل مجھے ایک اور بات بھی کہنی ہے۔ اور وہ یہ کہ علاوہ دل آزار طریق اختیار کرنے کے ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں غیر جانبدارانہ انصاف سے بھی کام نہیں لیا۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ تنقید کرنیوالے کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ جس کتاب پر ریویو کرنے لگا ہے۔ اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالے۔ یعنی اچھی اور بُری دونو باتوں کو اپنی تنقید میں شامل کرکے کتاب کے حسن و قبح کا ایک اجمالی ریویو لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دوسرے لوگ اس کتاب کے ہر پہلو سے آگاہی حاصل کرسکیں۔ یہ اصول دُنیا بھر میں مسلم ہے۔ اور اسلام نے تو خصوصیت کے ساتھ اس پر زور دیا ہے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کے باہمی تنازع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیئٍ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیئٍ وھم یتلون الکتٰب۔ یعنی یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے خلاف عداوت میں اس قدر ترقی کر گئے ہیں۔ کہ ایک دوسرے کی خوبیاں ان کو نظر ہی نہیں آتے۔ اور یہود یہی کہتے چلے جاتے ہیں۔ کہ نصاریٰ میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہود تمام خوبیوں سے مُعرّا ہیں۔ حالانکہ دونو کو کم از کم اتنا تو سوچنا چاہیئے۔ کہ تورات اور نبیوں پر ایمان لانے میں وہ دونو ایک دوسرے کے شریک حال ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔ لا یجرمنکم شنأٰن قوم ان تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی یعنی کسی قوم کی عداوت کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے کہ انسان انصاف کو ہاتھ سے دیدے۔ کیونکہ بے انصافی تقویٰ سے بعید ہے۔ اور پھر عملاً بھی قرآن شریف نے اسی اصول کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ شراب اور جوئے کے متعلق اجمالی ریویو کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔ فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ یعنی شراب اور جوئے میں لوگوں کے لئے بہت ضرر اور نقصان ہے۔ مگر ان کے اندر بعض فوائد بھی ہیں۔ لیکن ان کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ کیسی منصفانہ تعلیم ہے۔ جو اسلام ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ مگر افسوس! کہ ڈاکٹر صاحب نے اس زرّین اُصول کو نظر انداز کرکے اپنا فرض محض یہی قرار دیا کہ صرف ان باتوں کو لوگوں کے سامنے لایا جائے۔ جو ان کی نظر میں قابل اعتراض تھیں۔ میں ڈاکٹر صاحب سے امانت و دیانت کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا میری کتاب میں

ان کو کوئی بھی ایسی خوبی نظر نہیں آئی - جسے وہ اپنے اس طویل مضمون میں بیان کرنے کے قابل سمجھتے ؟ کیا میری تصنیف بلا استثناء محض فضول اور غلط اور قابل اعتراض باتوں کا مجموعہ ہے ؟ کیا سیرۃ المہدی میں کوئی ایسے نئے اور مفید معلومات نہیں ہیں - جنہیں اس پر تنقید کرتے ہوئے قابل ذکر سمجھا جا سکتا ہے ؟ اگر ڈاکٹر صاحب کی دیانتداری کے ساتھ یہی رائے ہے - کہ سیرۃ المہدی حصہ اول میں کوئی بھی ایسی خوبی نہیں - جو بوقت ریویو قابل ذکر خیال کی جائے - تو میں خاموش ہو جاؤں گا - لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو میں یہ سمجھنے کا حق رکھتا ہوں - کہ ڈاکٹر صاحب کی تنقید انصاف اور دیانتداری پر مبنی نہیں ہے - اسلام کے اشد ترین دشمن جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ نفسی) کی عداوت میں عموماً کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کرتے - آپ کی ذات والاصفات پر ریویو کرتے ہوئے اس بات کی احتیاط کر لیتے ہیں - کہ کم از کم دکھاوے کے لئے ہی آپ کی بعض خوبیاں بھی ذکر کر دی جائیں - تاکہ عامۃ الناس کو یہ خیال پیدا نہ ہو - کہ یہ ریویو محض عداوت پر مبنی ہے - اور لوگ ان کی تنقید کو ایک غیر جانبدارانہ اور منصفانہ تنقید خیال کر کے دھوکہ میں آ جائیں - لیکن نہ معلوم میں نے ڈاکٹر صاحب کا کونسا ایسا سنگین جرم کیا ہے - جس کی وجہ سے وہ میرے خلاف ایسے غضبناک ہو گئے ہیں - کہ اور نہیں تو کم از کم اپنے مضمون کو مقبول بنانے کے لئے ہی ان کے ذہن میں یہ خیال نہیں آتا - کہ جہاں اتنے عیوب بیان کئے ہیں - وہاں دو ایک معمولی سی خوبیاں بھی بیان کر دی جائیں

مضمون تو اس عنوان سے شروع ہوتا ہے کہ "سیرۃ المہدی پر ایک نظر" مگر شروع سے لیکر آخر تک پڑھ جاؤ - سوائے عیب گیری اور نقائص اور عیوب ظاہر کرنے کے اور کچھ نظر نہیں آتا - گویا یہ نظر عدل و انصاف کی نظر نہیں ہے - جسے حسن و قبح سب کچھ نظر آنا چاہیئے - بلکہ عداوت اور دشمنی کی نظر ہے - جو سوائے عیب اور نقص کے اور کچھ نہیں دیکھ سکتی - مکرم ڈاکٹر صاحب کچھ وسعت حوصلہ پیدا کیجئے - اور اپنے دل و دماغ کو اس بات کا عادی بنایئے - کہ وہ اس شخص کے محاسن کا بھی اعتراف کر سکیں - جسے آپ اپنا دشمن تصور فرماتے ہوں - میں نے یہ الفاظ نیک نیتی سے عرض کئے ہیں - اور خدا شاہد ہے کہ میں تو آپ کا دشمن بھی نہیں ہوں گو آپ کے بعض معتقدات سے مجھے شدید اختلاف ہے

قصیدہ در مدح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - خاکسار کو پرانے کاغذات میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح میں آپ ہی کے وقت کا لکھا ہوا ایک قصیدہ دستیاب ہوا ہے - جس کے متعلق خیال آیا کہ اگر وہ الفضل میں طبع ہو کر شائع ہو جائے - تو محفوظ رہے گا - وہ قصیدہ مرقومہ ذیل ہے - خاکسار غلام رسول راجیکی

جاں فدائے شفقت اے مشفق و دلدار ما
واندریں وقت مصیبت مونس و غمخوار ما

ما ہمہ بودیم بحر غرقۂ طوفان شر
کشتیٔ دیں بود ہم در ورطۂ ادبار ما

تو ز غیب از راہ دور از بہر تائید آمدی
تا شوی منجیٔ قوم اے چارۂ آزار ما

باغ ملت از بہار مقدمت سرسبز شد
واز قدوم پاک تو گلدستہ شد ہر خار ما

آں زمین تشنہ لب کز سالہا پژمردہ بود
تازہ جاں شد از دم اے ابر رحمت بار ما

عالمے کز ظلمت عصیاں چو شب تاریک بود
شد منوّر از رخت اے مہر پُر انوار ما

شاد باش اے بلبل عالم کہ آمد دور نو
واز بہار نو شدہ در رنگ نو گلزار ما

اے جہان منتظر خوش باش کامد دلستان
آں مسیح دور آخر مہدیٔ سالار ما

زود زود آئید مرداں چوں زلیخا بہر دید
آمدہ امروز یوسف رونق بازار ما

ما متاع خویش را در قیمتش انداختیم
گو نیرزد عالمے یک جو بآں دلدار ما

ایں جری اللہ کہ شد در حلہ ہائے انبیاء
آیت صدق رسولاں اسوۂ ابرار ما

آمد آں وقتے کہ عالم پُر ز کفر و شرک بود
آمد آں وقتے کہ بود اندر تغافل کار ما

مرداں بودند غافل از راہ دادار پاک
عالمے خوابیدہ بود از خواب بد اطوار ما

ہر شرے کاندر زمان ہر رسول آمد پدید
آمد اندر دور ما از زمرۂ اشرار ما

بود شیطاں را تسلط ہر طرف بر ہر نفس
جان ما در پنجۂ ایں دشمن مکار ما

مدتے در دست شیطاں عالمے محبوس ماند
فضل حق بنگر کہ آخر دید حال زار ما

شکر ایزد را کہ از بہر نجاتش مصلحے
کرد ارسال از ترحم چارۂ آزار ما

آں رسول حق کہ آمد ہمچو ہمدرداں قوم
دل طپاں از سوز و دردے بہر ما غمخوار ما

سخت جوش اندر دلش از بہر محبوساں خویش
ساعی از بہر خلاص از دست آں غدار ما

درمیان خیر و شر افتاد بس جنگ عظیم
جنگ آخر ماں ہمیں است از پئے انظار ما

یک طرف شیطان لعیں آمد بزور دجل خویش
یک طرف عیسیٰ ما مہدیٔ ما دلدار ما

یک طرف ظلمات عصیاں چوں شب تاریک و تار
یک طرف از بہر دفعش مہر پُر انوار ما

یک طرف آمد زمیں اندر مقابل - یک طرف
آسماں با نور حق چوں زمرۂ انصار ما

یک طرف آدم بیامد یک طرف ابلیس بد
یک طرف نمرود و دیگر آں خلیل و یار ما

یک طرف فرعون و ہاماں باہمہ زور و تواں
یک طرف موسیٰ کلیم حضرت دادار ما

یک طرف بوجہل ظالم دشمن جان رسول
یک طرف شاہ رسولاں احمد مختار ما

یک طرف باطل بشکل جادو و سحر فرنگ
یک طرف حق در لباس آیت دادار ما

اینچنیں جنگ است اندر دور ما بازور و تخت
مثل او ہرگز ندیدہ دیدہ و انظار ما

مژدہ ہائے نصرت و فتح است بہر دین حق
دین باطل را تباہی آمد از پیکار ما

شکر حق صدہا نفوس از دست آں دیو لعیں
شد رہا از ہمت احمد سر ابرار ما

ہمت احمد نمودہ کار ہائے بس بزرگ
زیں سبب یک عالمے رستہ از آں غدار ما

ما نہ چوں وصفش کنیم اے دشمن بدخواہ او
مدحتش خود فخر ما شد لاجرم شد کار ما

شان او برتر ز فہم و عقل مردم دور تر
رتبہ اش بالا ترے از وہم و ہم افکار ما

جاں فدایش جان عالم بہر عالم آمدہ
حضرت سلطان ملت سیّد و سالار ما

اے جہاں برخیز و بیں با طالع بیدار خویش
آمدہ سالار مکہ جانب امصار ما

فہرست نومبایعین

بقیہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

۴۳۱ - محمد مسعود صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۳۲ - محمد ایوب صاحب " "
۴۳۳ - محمد یعقوب صاحب " "
۴۳۴ - ارشاد بیگم صاحبہ " "
۴۳۵ - مخدوم سید اللہ صاحب ریاست بہاولپور
۴۳۶ - نظام الدین صاحب ضلع امرتسر
۴۳۷ - محمد بخش صاحب ریاست کپورتھلہ
۴۳۸ - کرسنتے بنت گوہر صاحب " "
۴۳۹ - عائشہ " " " " "
۴۴۰ - مائی رانی صاحبہ " "
۴۴۱ - مسمات شیرا صاحبہ " "
۴۴۲ - غلام نبی صاحب ضلع مظفر گڑھ
۴۴۳ - اہلیہ مستری عبد اللہ صاحب " شیخوپورہ
۴۴۴ - محمد دین صاحب " لاہور
۴۴۵ - غلام محی الدین صاحب پشاور
۴۴۶ - غلام غوث صاحب ضلع ملتان
۴۴۷ - سید محمد القدیر سالک حسین شاہ صاحب لاہور
۴۴۸ - مسماۃ غلام بی بی صاحبہ ضلع ملتان
۴۴۹ - مسماۃ مائی اللہ جوائی صاحبہ " "
۴۵۰ - اصغر علی صاحب " لائل پور
۴۵۱ - ایم کریم خان صاحب شیموگہ
۴۵۲ - رحمت علی صاحب ضلع گجرات
۴۵۳ - شیر محمد صاحب " فیروزپور
۴۵۴ - غلام احمد صاحب پوری
۴۵۵ - شیخ سیف الدین صاحب منٹگمری
۴۵۶ - محمد علی شاہ صاحب "
۴۵۷ - عبد الرحمن صاحب لائل پور
۴۵۸ - قاضی نور العثمان صاحب ہگلی
۴۵۹ - اہلیہ صاحبہ جمال ضلع لاہور
۴۶۰ - اہلیہ علی محمد صاحب " "
۴۶۱ - فاطمہ صاحبہ کولمبو
۴۶۲ - محمد الدین صاحب ضلع شیخوپورہ
۴۶۳ - جمال دین صاحب " "
۴۶۴ - اللہ دتا صاحب " "
۴۶۵ - سید محمد شاہ صاحب حصار
۴۶۶ - سبحان خاں صاحب پوری
۴۶۷ - اہلیہ عطا محمد صاحب ریاست پٹیالہ
۴۶۸ - بہادر خاں صاحب ضلع جھنگ
۴۶۹ - محمدی صاحب " لاہور
۴۷۰ - غلام حیدر صاحب " "
۴۷۱ - والدہ غلام حیدر صاحب " "
۴۷۲ - اللہ رکھا صاحب " سیالکوٹ
۴۷۳ - محمد بخش صاحب " "
۴۷۴ - فتح محمد صاحب " سرگودھا
۴۷۵ - عبد المجید صاحب لاہور
۴۷۶ - شہاب الدین صاحب ضلع "
۴۷۷ - اہلیہ " " " " "
۴۷۸ - فرزند " " " " "
۴۷۹ - اہلیہ صاحبہ ملک شیر محمد صاحب " شیخوپورہ
۴۸۰ - حاجی نبی بخش صاحب ریاست بہاولپور
۴۸۱ - اللہ دتا صاحب ضلع ملتان
۴۸۲ - غلام رسول خاں صاحب " ہوشیارپور
۴۸۳ - مرزا عبد المجید صاحب " لائل پور
۴۸۴ - عبد المالک صاحب " جہلم
۴۸۵ - عبد الخالق صاحب " "
۴۸۶ - عبد الواحد صاحب " "
۴۸۷ - مولوی حافظ کرم حسین صاحب ضلع اٹک
۴۸۸ - شیخ عابد صاحب چٹاگانگ
۴۸۹ - محمد یعقوب خاں صاحب ضلع کوہاٹ
۴۹۰ - حاجی میر محمد دین صاحب بصرہ
۴۹۱ - میر محمد عبد الجلیل صاحب بنگلور
۴۹۲ - عبد الرزاق صاحب "
۴۹۳ - چوہدری نذیر احمد صاحب جیدا گوری
۴۹۴ - محمد نور حسین صاحب "
۴۹۵ - محمد صادق صاحب ضلع شیخوپورہ
۴۹۶ - فقیر محمد صاحب ضلع گورداسپور
۴۹۷ - گوہر خاں صاحب " "
۴۹۸ - میر الدین صاحب " "
۴۹۹ - عبد السلام صاحب ریاست کشمیر
۵۰۰ - اخوند اللہ بچاؤ صاحب سندھ
۵۰۱ - حاجی بلاول صاحب "
۵۰۲ - غلام قادر صاحب "
۵۰۳ - عبد الحمید صاحب ضلع گجرات
۵۰۴ - حکیم صوفی احمد علی صاحب دہلی
۵۰۵ - عمرا صاحب ضلع گورداسپور
۵۰۶ - ددلا صاحب " "
۵۰۷ - عبد المجید صاحب " "
۵۰۸ - عبد اللہ صاحب " "
۵۰۹ - واحد حسین صاحب " امرتسر
۵۱۰ - مولوی خلیل احمد صاحب " ملتان
۵۱۱ - محمد رمضان صاحب " سیالکوٹ
۵۱۲ - مولوی محمد عمر صاحب ریاست بہاولپور
۵۱۳ - مسکین علی صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۱۴ - اہلیہ مسکین علی صاحب " "
۵۱۵ - قربان علی صاحب " "
۵۱۶ - چراغ دین صاحب " "
۵۱۷ - شریف احمد صاحب " "
۵۱۸ - عبد الرحمن صاحب " "
۵۱۹ - والدہ صاحبہ ڈاکٹر رحیم بخش صاحب " جھنگ
۵۲۰ - اہلیہ صاحبہ " " " " "
۵۲۱ - بنت " " " " " " "
۵۲۲ - فضل دین صاحب ضلع شیخوپورہ
۵۲۳ - فرزند فضل دین صاحب " "
۵۲۴ - " " " " " " "
۵۲۵ - " " " " " " "
۵۲۶ - " " " " " " "
۵۲۷ - " " " " " " "
۵۲۸ - " " " " " " "
۵۲۹ - اہلیہ " " " " " "

اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

۵۳۰ - محمد حسین صاحب لاہور
۵۳۱ - علی شیر خاں صاحب جھالراپٹن
۵۳۲ - علی احمد خاں صاحب "
۵۳۳ - فضل احمد خاں صاحب "
۵۳۴ - علی احمد خاں صاحب "
۵۳۵ - عبد الکریم خاں صاحب "
۵۳۶ - ممتاز بیگم صاحبہ "
۵۳۷ - امیر بیگم صاحبہ "
۵۳۸ - عظیم اللہ صاحب سیالکوٹ
۵۳۹ - غلام رسول صاحب ضلع میانوالی
۵۴۰ - ماسٹر محمد عثمان صاحب ضلع ہزاری باغ
۵۴۱ - عبد الواحد صاحب کوئٹہ
۵۴۲ - مسمات بھاگن بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۵۴۳ - نظام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۴۴ - محمد بہار علی صاحب " "
۵۴۵ - شیخ عاشق محمد صاحب " ملتان
۵۴۶ - والدہ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب " راولپنڈی
۵۴۷ - اہلیہ فیض محمد خاں صاحب پٹیالہ
۵۴۸ - محمد علی صاحب ضلع ہوشیارپور
۵۴۹ - بابو علی محمد صاحب لاہور
۵۵۰ - اہلیہ افسر الدین صاحب آسام
۵۵۱ - غلام مصطفےٰ صاحب قادیان
۵۵۲ - حبیب اللہ صاحب کراچی
۵۵۳ - اہلیہ حبیب اللہ صاحب "
۵۵۴ - امیر محمد صاحب "
۵۵۵ - سید فصیح الحسن صاحب بجنور
۵۵۶ - محمد عبد الرؤف صاحب لاہور
۵۵۷ - عمان صاحب سیلون
۵۵۸ - بابو کریم بخش صاحب ضلع منٹگمری
۵۵۹ - چوہدری محبوب الرحمن صاحب بنگال
۵۶۰ - عبد اللہ کویا صاحب مالابار
۵۶۱ - ایم۔ اے۔ کیراڈ کویا صاحب "
۵۶۲ - ملک احمد صاحب لاہور
۵۶۳ - اللہ دتا صاحب کراچی
۵۶۴ - غلام فاطمہ صاحبہ کراچی
۵۶۵ - مریم بی بی صاحبہ "
۵۶۶ - غلام زینب صاحبہ "
۵۶۷ - حبیب اللہ خاں صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۵۶۸ - اہلیہ " " " " " "
۵۶۹ - محمد شریف صاحب " ہزارہ
۵۷۰ - غلام حیدر صاحب " "
۵۷۱ - حیات اللہ صاحب " "
۵۷۲ - کرم الٰہی صاحب " "
۵۷۳ - کریم اللہ صاحب " "
۵۷۴ - علی بہادر صاحب " "
۵۷۵ - لطف الٰہی صاحب " "
۵۷۶ - غلام جان صاحب " "
۵۷۷ - شرف نور صاحب " "
۵۷۸ - فقیر صاحب " "
۵۷۹ - بخت نور صاحب " "
۵۸۰ - اہلیہ عبد الرحیم صاحب " شاہ پور
۵۸۱ - امان گل صاحب بنوں

(باقی آئندہ)

اردو ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت

احباب کرام کو فرداً فرداً ایک چٹھی جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے گئی ہے۔ جس میں اردو ریویو کی توسیع اشاعت کیلئے اپیل ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ پچھلے سال باوجود ہر ممکن تخفیف عملہ و اخراجات متعلقہ کے سات سو روپیہ نقصان رہا۔ ان حالات میں رسالہ اردو ریویو کا چلنا مشکل ہو رہا ہے۔ سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ کم از کم ایک ہزار خریدار اس کا اور بڑھایا جائے۔ اس وقت کئی لاکھ کی جماعت ہے۔ کیا ان میں سے ایک ہزار پُرجوش باہمت نہیں ہیں۔ (ضرور ہیں) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کی تکمیل کیطرف قدم اٹھائیں۔ جو آپ سے ۱۹۰۲ء میں ظاہر ہوئی تھی۔ کہ رسالہ ریویو کے دس ہزار خریدار ہونے چاہئیں۔ دریغا کیا احباب جماعت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس ارشاد کو بھول جائینگے کہ مجھے ریویو کے لئے کچھ کہتے شرم آتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کیلئے کافی سے بڑھ کر کہہ رہا ہے۔ خود آپ نے اپنے عمل سے جو مدد فرمائی۔ وہ یہ ہے کہ اپنا عزیز ترین رسالہ تشحیذ الاذہان اسی میں شامل کر دیا۔ تاکہ تمام جماعت کی توجہ ایک ہی رسالہ کی طرف رہ سکے۔ اور اس کی اشاعت بڑھے۔ مگر حال یہ ہے۔ کہ اردو ریویو کے اتنے خریدار بھی نہیں۔ کہ رسالہ اپنا خرچ ہی چلا سکے۔

پس میں تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی اپیل پر توجہ کریں۔ اور ہر مقام پر پورے جوش کے ساتھ تحریک کر کے ریویو اردو کے خریدار مہیا کر کے منیجر اردو ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان کو اطلاع دیں۔ اس وقت تک کہ اپیل بھیجے دس روز گذر چکے ہیں۔ صرف تین چار دوستوں نے توجہ کی ہے۔ جو قابل افسوس امر ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ ہر ایک دوست جس کو یہ اپیل پہنچی۔ یا جس نے پڑھی یا سنی وہ اس وقت تک آرام نہ لے۔ جب تک کہ وہ خود اگر پہلے خریدار نہیں تو خریداری نہ اختیار کرے۔ نیز کم از کم ایک خریدار اردو ریویو کا نہ بنا لے۔ اور ہر ایک مخلص باہمت احمدی کیلئے کچھ مشکل نہیں۔ کچھ ضروری نہیں کہ اپنی جماعت ہی سے خریدار ہوں۔ بلکہ بہتر ہے۔ کہ ان لوگوں سے خریدار بنائے جائیں۔ جو ابھی سلسلہ میں داخل نہیں ہیں مگر سلسلہ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ کیونکہ رسالہ کے مضمون نہ صرف احمدیت کے متعلق ہوتے ہیں۔ بلکہ اسلام کی تائید اور غیر مذاہب عیسائی آریہ کی تردید میں بھی کافی مصالحہ ہوتا ہے۔ ہر ایک مضمون کی نسبت کوشش کی جاتی ہے۔ کہ جامع مدلل مختصر اور نئے نئے حوالجات و معلومات سے معمور ہو۔ میں خاں بہادر محمد علی خاں صاحب بی۔ اے سیکرٹری

دواخانہ رحمانی کی تین دوائیں

(رجسٹری شدہ)

محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ شدہ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۸ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

حب رحمانی

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ عام بدن کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد ان کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ خون پیدا کرتے ہوئے آدمی کو چست و توانا بنا کر رنگ سرخ کرتی ہیں۔ دماغ کا خاص علاج ہے۔ قیمت ۲۵ گولی عہ

سرمہ نور افزا

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ سرمہ کمزوری نظر۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ شروع موتیا بند نظر کا دن بدن کمزور ہونا۔ ان بیماریوں کیلئے یہ سرمہ نہایت مفید ہے تندرستی میں اس کا استعمال نظر کو بڑھاتا ہے۔ اور کمزوری سے محفوظ رکھتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ آزمالیں۔ قیمت فی تولہ عـ۸ +

المشتہر

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

پانصد روپیہ نقد لیجئے

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ ضعف بصر ککرے۔ خارش جلن پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ناخونہ۔ موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ ؎

انسپکٹر پولیس کی شہادت: جناب سید محی الدین احمد صاحب انسپکٹر حلقہ اوری سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا تیار کردہ سرمہ واقعی بہت عمدہ ہے۔ آنکھوں کی میل نکالنے اور صاف رکھنے میں اس سے عمدہ دوسرا سرمہ نہ ہوگا۔ دکھتی اور گندی آنکھوں میں اس کا استعمال کرایا گیا۔ فوراً فائدہ ہوا۔ اس شہادت کو جعلی ثابت کرنیوالے کو پانصد روپیہ نقد ملیگا +

المشتہر:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

شسیا منسیا

درد سر کی بے خطا دوائی

ٹکیہ کھاتے ہی درد سر غائب

قیمت فی بکس (۲۴ خوراک) ایک روپیہ چار بکس تین روپے فی ٹکیہ ایک آنہ محصولڈاک وغیرہ ایک بکس سے تیرہ بکس تک چھ آنہ +

پتہ:۔ حکیم حاذق علیم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی قلعہ سٹریٹ امرتسر

کناری رونس

طاقت۔ قوت۔ صحت اور خوشی کی دوا

کناری رونس:۔ جو نہایت مفید اور گہرا اثر پیدا کرنے والی دواؤں کا مجموعہ ہے۔ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اور تجربہ کار ڈاکٹروں نے بالاتفاق اس کی خوبی کی گواہی دی ہے۔ کناری رونس:۔ خون کو صاف کرتی ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتی ہے۔ کناری رونس۔ خون بڑھاتی ہے۔ قوت ہضم کو زیادہ کرتی ہے معدہ انتڑیوں اور جگر کو طاقت بخشتی ہے۔ کناری رونس:۔ دل کو خوش کرتی ہے۔ افسردگی کو دور کرتی ہے۔ اور تھکان کو مٹاتی ہے۔ کناری رونس۔ خون کی کمی۔ بھس۔ خنازیر۔ دل کی کمزوری۔ ریگ گردہ کی خرابی۔ پرانے ملیریا۔ ناصاف خون۔ دانتوں کی خرابی۔ بار بار ہونے والا نزلہ۔ دوری کھانسی اور پرانے نمونیا اور ابتدائی سل کا بہترین علاج ہے +

کناری رونس:۔ عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا نہایت ہی اعلےٰ علاج ہے۔ ایام کی بے قاعدگی۔ ایام میں درد ہونے خون کی قلت اور آزار کو فوراً دور کرتی ہے +

ہم صرف اس وقت ایک سرٹیفکیٹ اس کے فوائد کے متعلق درج کرتے ہیں۔ چوہدری بدرالدین صاحب اپنی بیوی کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ "انہیں ۹ سال سے بواسیر تھی۔ اور سات آٹھ ماہ سے سخت قبض تھی۔ کئی کئی دن کے بعد پاخانہ آتا تھا۔ تیسرے چوتھے دن بخار ہو جاتا تھا۔ خون کی شدت ایسی تھی۔ کہ بے ہوشی کی حالت ہو جاتی تھی۔ ضعف قلب کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ جس دن کناری رونس کا استعمال کیا۔ اس دن سے فائدہ ہونے لگا۔ دل کا ضعف جاتا رہا۔ کام کاج کی طاقت آنے لگی۔ بخار جاتا رہا۔ علاوہ ازیں جسم پر خارش اور منہ پر چھائیوں کی تکلیف تھی سادہ پھوڑے پھوڑے ہوئے تھے۔ ان امراض کو بالکل آرام ہو گیا"

کناری رونس:۔ ہر بڑے قصبہ میں بڑے دوا فروشوں سے مل سکتی ہے۔ قیمت صرف عـہ۔ تین شیشیاں للعہ۔ اگر دوا فروشوں سے نہ ملے۔ تو براہ راست ہم سے طلب کریں +

سارے ہندوستان کے لئے واحد ایجنٹ،

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل ۔ (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

——— کامیونیکیشن بورڈ کا گذشتہ اجلاس ۱۷ راپریل ۱۹۲۶ء کو منعقد ہوا۔ جس کے دوران میں یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ ذرائع آمد و رفت کی توسیع کے لئے اس وقت تین اہم ریلوے لائنیں زیر تعمیر ہیں۔ یعنی (الف) کانگڑہ ویلی ریلوے۔ (ب) امرتسر نارووال ریلوے (ج) شاہدرہ نارووال ریلوے۔ علاوہ ازیں سرہند روپڑ ریلوے کی تعمیر کے متعلق اس امر کی منظوری دی جا چکی ہے۔ کہ اسے پٹیالہ دربار حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے کی زیر نگرانی تعمیر کرے۔ آمد و رفت کی مزید توسیع کے متعلق بورڈ نے گذشتہ سال کے پنج سالہ ریلوے پروگرام پر غور کیا۔ اور فیصلہ کیا کہ بالترتیب مندرجہ ذیل لائنوں کی تعمیر کی سفارش کی جائے (۱) سانگلہ ہل خوشاب (۲) جوانی رہتک (۳) رہتک گوہانہ (۴) فاضلکا کے قریب سے ایک کراس ریلوے سلیمانکی ڈیبر پر سے ہوتی ہوئی ستلج ویلی لائین تک جائیگی۔ اور پھر وہاں سے رائے ونڈ خانیوال تک جائیگی (۵) علاقہ لائل پور میں ایک یا ایک سے زیادہ کراس ریلوے تعمیر کی جائینگی۔ جو موجودہ یا مجوزہ ریلوے لائینوں کو وابستہ کرینگی۔ مثلاً لائل پور تا ندیبانوالہ اور لائل پور چنیوٹ (۶) تھانیسر کورو کھشیتر۔ جگادھری۔ (۷) بھیرہ پھلوال یا شاہ پور بھیرہ +

——— کچھ عرصہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ کہ ضلع جالندھر کے کنوؤں کا پانی کم ہو گیا ہے۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں بھی کئی دفعہ اس موضوع پر سوال کئے جا چکے ہیں۔ ۸ ر نومبر ۱۹۲۳ء کو ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر نے حکم دیا۔ کہ ڈرینج ذنکاس آب) بورڈ اس تمام مسئلہ پر غور و خوض کرے۔ کہ صوبے کے اندر زیر زمین آب کی سطح کیوں دن بدن نیچے جا رہی ہے۔ اور اس تحقیقات میں اضلاع جالندھر۔ انبالہ اور ہوشیار پور کا خاص خیال رکھا جائے۔

مسٹر ولسڈن نے ایک ماہر فن کی حیثیت سے روشنی ڈالی ہے۔ اور اعداد و شمار سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ ۱۸۴۸ء و ۱۸۸۰ء کے مابین سطح آب بالعموم یکساں تھی۔ ۱۸۸۰ء کے بعد نواشہر۔ ہوشیار پور اور جالندھر میں زیر زمین پانی کی سطح سوائے سیلابی علاقوں کے سرعت کے ساتھ لگاتار نیچے جانا شروع ہو گئی۔ بعض جگہ تو پانی کا اُتار اکیس فٹ تک چلا گیا۔ البتہ ضلع انبالہ میں حالت کوئی زیادہ خطرناک نہ تھی۔ مسٹر ولسڈن کا خیال ہے۔ کہ جتنے کوئیں زیادہ کھودے جائیں گے۔ اسی نسبت سے زیر زمین پانی کی سطح اور نیچے اترتی جائے گی۔ اور بارش کا ہونا اس کسر کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا +

مسٹر ولسڈن نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ اس مشکل کا اصلی حل یہ ہے۔ کہ لوگ آئندہ کنوؤں کا تعمیر کرنا بند کر دیں۔ کنوئیں کا گہرا کھودنا زیر زمین پانی کی سطح کو اور بھی اتار دیتا ہے +

——— بمبئی ۲۹ راپریل۔ مرکزیہ جمعیت خلافت کے اجلاس خصوصی منعقدہ دہلی کی تاریخیں بجائے ۷ اور ۸ مئی کے ۸ و ۹ مقرر کر دی گئی ہیں۔ تاکہ آل انڈیا کانگرس کے مسلمان ارکان اجلاس احمد آباد میں بھی شریک ہو سکیں +

——— دہلی۔ ۲۸ راپریل۔ میونسپل دفتر سے ۵۰۰ خطوط غائب ہو گئے ہیں۔ آج کے جلسہ میں اس عجیب و غریب واقعہ پر میونسپل کمشنروں نے بحث کی۔ اور اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے ایک سب کمیٹی کا تقرر کیا گیا +

——— بمبئی پریسیڈنسی ہندو سبھا کو معتبر ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ ۱۰ راپریل کو ہز اگزالٹڈ ہائنس نظام نے اورنگ آباد میں ڈھنڈورہ کے ذریعہ سے اس مطلب کا ایک حکم نافذ کیا ہے۔ کہ آج کی تاریخ سے مملکت نظام کے اندر اگر کسی شخص کے پاس گائے کی تصاویر پائی جائیں گی۔ تو اسے جرم نہ خیال کیا جائے گا۔ اور ۱۳ دن کے اندر اس قسم کی تمام تصاویر تحصیل کی عدالتوں کے حوالہ کر دی جائیں۔ بعد اس مدت کے اگر کسی شخص کے پاس اس قسم کی تصاویر ملیں گی۔ تو وہ پانچسو روپیہ جرمانہ اور ۶ ماہ قید کا مستوجب ہو گا +

——— بمبئی ۲۸ راپریل۔ کل بمبئی ہائیکورٹ نے حکم امتناعی جاری کیا ہے۔ جس کے رُو سے ممتاز بیگم کو ترکہ باؤلا سے بقیہ رقم لینے کی ممانعت کی گئی ہے +

——— یورپ کے بعض ماہرین اجرام فلکی کا قول ہے۔ کہ ۱۸۶ برس بعد ایک سال ایسا آتا ہے۔ کہ جب اجرام فلکی اپنا مقررہ دورہ نہیں کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک سال گرمی نہیں پڑتی۔ اور جاڑا سخت ہوتا ہے۔ ان حضرات نے اپنے اس دعوے کو واقعات سے ثابت کرنے کے بعد بتایا۔ کہ وہ ۱۸۶ سال اب ختم ہوتے ہیں۔ ان کے اس دعوے کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ ہندوستان کے ان حصص میں جہاں اپریل میں خاصی گرمی ہو جایا کرتی تھی اس وقت تک گرمی نہیں پڑی۔ اور بارشیں اس گرمی کو جو دو چار روز پڑ جاتی ہے۔ سردی سے تبدیل کر رہی ہیں۔ ان باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کا یہ قیاس صحیح ثابت ہو گا +

ممالک غیر کی خبریں

——— برلن ۱۶ راپریل۔ جرمنی اور روس کے جدید عہدنامہ کی بعض اہم شرائط حسب ذیل ہیں:-

(۱) مشترکہ سیاسی اور اقتصادی مقاصد کے حصول کے لئے جرمنی اور روس دوستانہ تعلقات کو قائم رکھیں گے +

(۲) اگر جرمنی یا روس پر درحالیکہ اس نے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہو گی۔ کوئی دوسری سلطنت حملہ آور ہو گی۔ تو معاہد سلطنت کا فرض ہو گا۔ کہ تا اختتام جنگ۔ غیر جانبدار رہے۔

(۳) اگر روس جرمنی کے خلاف مخالف سلطنتیں مشترکہ طور پر مالی مقاطعہ یا اقتصادی انقطاع کی حکمت عملی پر کاربند ہونا چاہیں گی۔ تو اس صورت میں معاہد سلطنت کا فرض ہو گا۔ کہ وہ اس مقاطعہ میں شریک نہ ہو +

(۴) یہ عہدنامہ دونوں سلطنتوں کی تصدیق و توثیق کے بعد پانچ سال تک نافذ العمل رہے گا +

——— طنجہ ۲۷ راپریل۔ شر نما ریف کا بیان ہے۔ کہ جہاں تک معدنیات ریف کی مطالبہ حقوق کا تعلق ہے۔ عبدالکریم کسی داخلہ عہدنامہ پر دستخط کرنے کو طیار نہیں۔ وہ اہل مراقش کو غیر مسلح کر دینے سے بھی بیزار ہیں۔ اور نہ ہی اس کے لئے یورپین پولیس کو اجازت دینے پر آمادہ ہیں۔ جب تک ہسپانیہ اور فرانس اپنے مطالبات میں کمی نہیں کرینگے صلح نہیں ہو سکے گی +

——— ترکی اخبار "ملت" کا نامہ نگار متعینہ الطیبہ رقمطراز ہے کہ شام میں سخت لڑائی جاری ہے۔ چار گھنٹے تک گھمسان کا معرکہ ہوا۔ فرانسیسی فوج کو آخر کار پسپا ہونا پڑا۔ شامی برطانی سفارت کدے تک بڑھ گئے۔ فرانسیسیوں نے اپنی توپیں مساجد پر چڑھا دیں۔ اور شامیوں پر گولے برسائے۔ الطیبہ نے فرانس کی اس حرکت کے خلاف کہ انہوں نے مسجدوں سے دیوار قلعہ کا کام لیا صدائے احتجاج بلند کی۔ دروزیوں کے اہم مطالبات یہ ہیں (۱) شام کی مکمل آزادی (۲) لبنان اور شام کا الحاق (۳) شام سے فرانسیسی افواج کی واپسی +

——— پیکن ۲۵ راپریل۔ سامان خورد و نوش کی حالت ابتر ہو گئی ہے۔ پچاس ہزار پناہ گزیں پیکن میں پہنچ گئے ہیں وہ شکائت کرتے ہیں۔ کہ سپاہیوں نے اتنے ناگفتہ بہ مظالم توڑے ہیں۔

——— لنڈن ۲۶ اپریل۔ شاہ ایران کی تاجپوشی کے جشن کے موقعہ پر لنڈن کے ایرانی سفارت خانے میں ایک اہم مجلس ہوا۔ اور نئے شاہ ایران کی تصویر کو پھولوں سے اور ایران کی قومی جھنڈیوں سے سجایا گیا +

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع